روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ جمعرات ۱۰۔ شوال ۱۴۱۱ھ، ۲۵۔ شہادت ۱۳۷۰ہش، ۲۵۔ اپریل ۱۹۹۱ء نمبر ۹۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تخلیق کی بجائے خالق کی حمد کریں

"بالعموم روزمرہ کی زندگی میں خدا کی تخلیق کی حمد میں تو ڈوب جاتے ہیں لیکن خالق کی حمد کا ہمیں خیال نہیں رہتا۔ پھول سے محبت کریں گے۔ گلشن سے محبت کریں گے۔ اچھے مکانوں سے محبت کریں گے۔ حسن سے محبت کریں گے۔ خواہ وہ بے جان حسن ہو یا جاندار حسن ہو۔ رعب اور طاقت سے محبت کریں گے مگر ان کے پیچھے جو ذات جلوہ فرما ہے اس کا دھیان روزمرہ کی زندگی میں انسان کو نہیں آتا۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"لیکن یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے، اور ان کی تعلیم کی طرف عدم توجہی کیوں کی جاتی ہے؟ اس کا باعث زمانہ کی وہ حالت ہوتی ہے جو ان پاک وجودوں کی بعثت کا موجب ہوتی ہے۔ زمانہ میں فسق و فجور کا ایک دریا رواں ہوتا ہے اور ہر قسم کی بدکاریاں اور برائیاں خدا تعالیٰ سے بعد اور حرمان اس نیک عمدہ مادے کو اپنے نیچے دبا لیتا ہے۔ چونکہ بدکاریوں کے کمال کا ظہور ہوا ہوتا ہے، اس لئے طبیعت کا یہ مادہ کہ وہ ہر کمال کی پیروی کرنا چاہتا ہے۔ اس طرف رجوع کر گیا ہوتا ہے اور یہی وہ سر ہوتا ہے کہ ابتداءً انبیاء علیہم السلام اور ماموروں کی مخالفت اور ان کی تعلیم سے بے پروائی ظاہر کی جاتی ہے، آخر ایک وقت آجاتا ہے کہ اس نیکی کے بروز اور کمال کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صـ ۱۳۹)

"لوگ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ تو کہہ جاتے ہیں کہ دین کو دنیا پر ترجیح دوں گا، لیکن یہاں سے جا کر اس بات کو بھول جاتے ہیں وہ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں اگر وہ یہاں نہ آویں گے؟ دنیا نے ان کو پکڑ رکھا ہے۔ اگر دین کو دنیا پر ترجیح ہوتی، تو وہ دنیا سے فرصت پا کر یہاں آتے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صـ ۱۵۲)

برائی کے جڑ پکڑنے سے پہلے ہی اسکے انسداد کی کوشش کرنی چاہیئے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"(دین۔ ناقل) کا جو تصور قرآن کریم نے پیش کیا اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سیرت میں عملی نمونے کے طور پر دکھایا وہ عام دنیا کے مواخذے کے تصور سے بالکل مختلف ہے۔ وہاں برائیاں ابھی جڑ پکڑنے کی کوشش کر رہی ہوتی ہیں تو ان کے خلاف انسدادی کارروائی شروع ہو جاتی ہے۔ تذکیر کا تمام نظام جو قرآن کریم میں ملتا ہے اور جس کو ہم نے سنت کی شکل میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت میں جاری دیکھا ہے۔ وہاں آپ کو کڑوے پھل کا انتظار کرتے ہوئے لوگ دکھائی نہیں دیں گے۔ آپ کو ایسے مدبر دکھائی دیں گے جو یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ بیج کہاں گرا ہے اور وہ کون سی زمین ہے جو اس کو نشوونما دینے کے لئے آمادہ دکھائی دیتی ہے اور وہاں سے اس کی بیخ کنی کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا یہ برائیاں نیت پر حملہ کرتی ہیں، اور پہلے نیتیں بگڑا کرتی ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں متنبہ فرمایا کہ سب سے پہلے اپنی نیتوں کی فکر کرو۔ اگر تمہاری نیتیں بدل گئیں تو پھر معاملے کو سنبھالنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ کئی قسم کی حسین اور خوبصورت واضح مثالیں دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھایا کہ دل جب ایک طرف رخ کر لینے کا فیصلہ کر لیا کرتا ہے تو ظاہر میں جسم کا رخ کسی اور طرف بھی دکھائی دے تب بھی بالآخر بات وہیں پہنچے گی جہاں دل نے فیصلہ کیا اس لئے ایک بات سب سے پہلے کھول کر ہمیں اپنے پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ دو ہی رخ ہیں جن کو ہم نے اپنے لئے اختیار کرنا ہے۔ ایک وہ جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ ہے جس کے آپ قافلہ سالار ہیں۔ جن کے پیچھے قدم بڑھاتے ہوئے ہم نے آگے خیرات کی طرف بڑھنا ہے اور ایک

باقی صـ ۸ پر

نتیجہ بین المجالس مقابلہ

خدام الاحمدیہ پاکستان ۹۰-۱۹۸۹ء

امسال مقابلہ بین المجالس جوبلی علم انعامی میں کارکردگی کے لحاظ سے حسب ذیل مجالس نے نمایاں امتیاز حاصل کیا ہے:۔

مجلس وحدت کالونی۔ لاہور	اوّل
مجلس دارالذکر فیصل آباد	دوم
مجلس سٹیل ٹاؤن۔ کراچی	سوم
مجلس عزیز آباد۔ کراچی	چہارم
مجلس سلطان پورہ۔ لاہور	پنجم
مجلس حسین آگاہی۔ ملتان	ششم
مجلس بستی جمال والا کھی۔ ملتان	ہفتم
مجلس بستی رنداں ضلع ڈیرہ غازیخان	ہشتم
مجلس صدر۔ کراچی	نہم
مجلس قیادت نور راولپنڈی	دہم

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

اعلانِ نکاح

مکرم منور احمد صاحب ملک ایم۔ایس سی ابن مکرم مبارک احمد صاحب ملک گلبرگ لاہور کا نکاح ہمراہ مبارکہ بشریٰ صاحبہ دختر مکرم عبدالسمیع صاحب بریڈ فورڈ انگلینڈ بعوض ایک لاکھ روپے حق مہر مکرم مقصود احمد صاحب باجوہ مربی سلسلہ نے ۵ اپریل ۱۹۹۱ء کو دارالذکر لاہور میں پڑھا۔

عزیز منور احمد ملک محترم ماسٹر عبدالعزیز صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پڑپوتے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

درخواستِ دعا

محترمہ امۃ المتین صاحبہ اہلیہ مبشر احمد صاحب شاہد مربی نائیجیریا اطلاع دیتی ہیں کہ ان کی چھوٹی ہمشیرہ ۱۵ دن سے بے ہوشی کی حالت میں لاہور میو ہسپتال میں زیر علاج ہے احباب کرام درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت کاملہ عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت : دار النصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۵۔ شہادت ۱۳۷۰ہش ۲۵۔ اپریل ۱۹۹۱ء

کمی پوری کرنے والا

انسان جو کچھ بھی کرتا ہے اس لئے کرتا ہے کہ اس کیلئے اس کا نتیجہ اچھا نکلے گا۔ وہ اپنے کسی نہ کسی فائدے ہی کی سوچتا ہے۔ اور اگر اسے یہ احساس ہو جائے کہ جو کچھ۔ وہ کرنے لگا ہے اس کا نتیجہ اس کے حق میں نہیں ہو گا یا اگر وہ یہ سوچے کہ پتہ نہیں اس کا کوئی نتیجہ نکلے گا بھی یا نہیں تو یا تو وہ کام کرے گا ہی نہیں یا اگر کرے گا تو اس کی کیفیت ڈھلمل یقینی کی ہو گی۔

چنانچہ وہ ہمیشہ یہ سوچتا رہتا ہے کہ کون کون سے کام اس کیلئے مفید ہو سکتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ وہ کام کے مفید ہونے سے کیا سمجھتا ہے۔ اور اس بات کو کس طرح پرکھتا ہے۔ دنیاوی کاموں میں اسے اکثر و بیشتر مایوسی بھی ہوتی ہے۔ اور وہ دل برداشتہ ہو جاتا ہے۔ اور اسی لئے بعض لوگوں کی زندگی عجیب کشمکش میں گذرتی ہے۔ کبھی کوشش میں ذرا سی کمی ناکامی کا منہ دکھاتی ہے اور کبھی ذرا سی غلط روی ذلّت کا باعث بن جاتی ہے۔ کام وہ کرتا ہے نتیجہ لوگ نکالتے ہیں کوشش وہ کرتا ہے اور فیصلہ دوسرے کرتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں کوئی کسی پر رحم کرتا بھی نظر نہیں آتا۔

لیکن خدا تعالیٰ کے ہاں معاملہ ہی اور ہے۔ وہاں کمی بھی پوری کر دی جاتی ہے اور انعام بھی بہت بڑھ کر دیا جاتا ہے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے ۔ فرماتے ہیں :

”رحیمیت یہ ہے کہ اعمال کو ضائع نہ کرے (اور جزاء و سزا کے دن کا مالک) کا تقاضا یہ ہے کہ بامراد کر دے۔ جیسے ایک شخص امتحان کے لئے بہت محنت سے تیاری کرتا ہے مگر امتحان میں دو چار نمبروں کی کمی رہ جاتی ہے تو دنیوی نظام اور سلسلہ میں تو اس کا لحاظ نہیں کرتے اور اس کو گرا دیتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی رحیمیت اس کی پردہ پوشی فرماتی ہے اور اس کو پاس کرا دیتی ہے۔ رحیمیت میں تو ایک قسم کی پردہ پوشی بھی ہوتی ہے۔“

یہ بات انسان کیلئے کتنی حوصلہ افزا ہے کہ وہ کوشش کرے اور کوشش میں جو کمی رہ جائے اسے اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے پوری کر دے۔ یا وہ کامیابی کی منزل کے قریب پہنچ جائے اور آگے نہ چل سکے تو اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ پکڑ کر منزل تک پہنچا دے۔ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کی طرف نگاہ رکھنے سے کامیابی ہی کامیابی ملتی ہے مایوسی کا وہاں کوئی نام و نشان نہیں۔

ظُلم یہاں پر ظُلم وہاں پر ظُلم ہے ساری دنیا میں
ہر خطّے میں بستے ہیں انسان ہماری دنیا میں
کچھ لوگ بہت خاموشی سے دبکے بیٹھے ہیں کونوں میں
کچھ لوگوں کے سانسوں کا بھی خوف ہے طاری دنیا میں

ابوالاقبال

میں بھی تیرے ہاتھ میں ہوں اور مری تقدیر بھی
تجھ سے ہی تشکیل پاتی ہے مری تدبیر بھی

تُو نے از خود مجھ کو سکھلایا طریقِ گفتگو
اور میری ہر دعا کو تُو نے دی تاثیر بھی

میرے دل کے آئنہ کو تُو نے بخشی ہے جِلاء
آئنہ میں خوشنما کر دی مری تصویر بھی

لوگ مِل جُل کر مجھے کہنے لگے ”کافر ہو تم“
یہ مرا انعام بھی ہے اور ہے تعزیر بھی

کیوں نہ بیداری سے بڑھ کر ہو مبارک میری نیند
خواب ہی میں مِل گئی ہے خواب کی تعبیر بھی

کیا جنوں کہتے ہیں اس کو، میں نے جب دیکھا نہیں
مُسکرایا بھی بہت ہوں، اور بہائے نیر بھی

ہاتھ اُٹھا کر آسماں کی سمت، کہہ دی ہے جو بات
پھول بھی کھلتے ہیں، اور چلتے ہیں اس سے تیر بھی

سنگ و آہن کی طرح عزمِ مصمّم کا جلال
ریشمی کردار بن جاتا ہے اک شمشیر بھی

تم نے بھیجا ہے سلام اُن کو ہوا کے دوش پر
بھیج سکتے ہو تو بھیجو اس طرح تصویر بھی

کس کے بل بوتے پہ یوں تم چلتے پھرتے ہو نسیمؔ
تم جوانوں کے جواں ہو اور مردِ پیر بھی

نسیمؔ سیفی

سیّدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔
”انسان کے واسطے یہ مشکل ہے کہ وہ سچّی توبہ کرے۔ ایک طرف سے توڑ کر دوسری طرف جوڑنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ ہاں مگر جسے خدا تعالیٰ توفیق دے۔ ہاں ادب سے، حیا سے۔ شرم سے اُس سے دُعا اور التجا کرنی چاہیئے کہ وہ توفیق عطا کرے۔ اور جو ایسا کرتے ہیں وہ پا بھی لیتے ہیں۔ اور ان کی سُنی بھی جاتی ہے۔“ (ملفوظات جلد سوم صـ۲۵۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری

نام مختار احمد تخلص مختار ۔ والد کا نام حافظ سید علی میاں صاحب ۔ قد درمیانہ سے نکلتا ہوا ۔ داڑھی گھنی اور بازیب ۔ چہرہ پُر وقار اور مطمئن ۔ رومی ٹوپی اوڑھتے اور اچکن اور پاجامہ پہنتے ۔ قرآن کریم نرم آواز میں مخارج کی پابندی سے پڑھتے ۔ لیکن تقریر کرتے وقت آپ کی آواز میں ایک گرج اور کڑک ہوتی تھی ۔ شاہجہانپور کے ایک مشہور عالی خاندان کے فرد تھے اور یہ خاندان معظم اور مکرم تھا ۔

خاکسار کا تعلق حافظ صاحب سے ۱۹۲۵ء سے ان کی وفات تک گہری دوستی اور دلی محبت کا مسلسل رہا ۔ اس لئے میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے ۔ ۱۹۲۵ء میں مقدمہ بیت شاہجہانپور کی پیروی کے لئے صدر انجمن احمدیہ نے مجھے مامور کیا اور تب سے ہم دونوں میں ایسا توحد اور تودد پیدا ہوا ۔ کہ باید و شاید ۔ اور اس کی وجہ حافظ صاحب کی مہربانی اور دوست نوازی تھی ۔

حافظ صاحب فنِ شعر میں کامل اور زبان کے بادشاہ تھے ۔ فنِ شعر میں امیر مینائی لکھنوی کے شاگرد تھے اور ہمیشہ استاد کا نام بڑے احترام سے لیتے تھے ۔ میں نے ہمیشہ ان کی زبان پر استاد کے لئے "جناب امیر" کے الفاظ سنے ۔ ہمارے طلباء کے لئے استادوں کا ادب کرنے میں حافظ صاحب کا یہ طریق قابلِ تقلید ہے ۔

جناب امیر کو عام لوگ محض ایک شاعر سمجھتے ہیں ۔ لیکن وہ ایک صاحب ارشاد بزرگ تھے ۔ بہت بڑے عالم اور فنِ لغت میں ماہر ۔ اور حافظ صاحب بھی فنِ لغت میں اپنے استاد کی طرح بڑی دستگاہ رکھتے تھے ۔ اور الفاظ کے استعمال میں بڑے محتاط تھے اور ہر لفظ کی کنہ پر نظر رکھتے تھے ۔ اور جب تک شعر کی نوک پلک درست نہ ہو جائے اس پر مطمئن نہ ہوتے تھے ۔ بعض دفعہ خاکسار سے کسی لفظ کے محل استعمال کے متعلق دریافت فرماتے ۔ مجھے کوئی شعر یاد ہوتا تو مثال کے طور پر پیش کر دیتا اور آپ خوش ہوتے ۔

حضرت میاں محمد خان صاحب کپورتھلوی کے ایک قریبی رشتہ دار شاہجہانپور میں حافظ صاحب کے پڑوسی تھے ۔ ان کا نام رسالدار میجر عبدالکریم خان تھا ۔ اور وہ وائسرائے کے باڈی گارڈ کے افسر تھے ۔

حضرت میاں محمد خان صاحب نے براہینِ احمدیہ میجر عبدالکریم صاحب کو دی ادھر انہوں نے کتاب حافظ سید علی میاں صاحب کو دے دی ۔ نتیجہ یہ تھا کہ میجر صاحب تو احمدی نہیں ہوئے ۔ لیکن حافظ سید علی میاں صاحب جیسا عالم براہین احمدیہ سے حد درجہ متاثر ہوا اور انہوں نے اور حافظ سید مختار احمد صاحب نے بیعت کر لی ۔ یہ ۱۸۹۲ء کے قریب کا واقعہ ہے ۔

بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جس شخص کو کتاب دی جائے وہ تو اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور یہ سعادت کسی اور شخص کی قسمت میں ہوتی ہے ۔ دعوت الی اللہ کرنے والے کو یہ امر بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض موقعوں پر فرمایا کہ سننے والا حاضر شخص غیر حاضر شخص کو بات پہنچا دے کیونکہ ممکن ہے کہ غیر حاضر شخص زیادہ فائدہ اٹھائے ۔

یہی اصول کپورتھلہ کی جماعت میں کارگر ہوا اور یہی سعادت حافظ صاحب اور ان کے والد صاحب کو نصیب ہوئی ۔ مخالفت ہوئی اور حافظ سید علی میاں صاحب نے مباحثے اور مناظرے بھی کئے رفتہ رفتہ شاہجہانپور میں ایک نہایت مخلص اور فدائی جماعت احمدیہ قائم ہو گئی ۔ میں نے دیکھا کہ شاہجہانپور کی جماعت کا ہر فرد سلسلہ احمدیہ کے جاں نثاروں میں داخل ہے ۔ اور حافظ صاحب کا ادب اور تعظیم باپ کی طرح جماعت کے احباب بجا لاتے تھے ۔ حاجی عبدالقدیر صاحب شاہجہانپوری بڑے تاجر اور ذی ہوش انسان تھے وہ حافظ صاحب کو اپنا حقیقی بڑا بھائی سمجھتے تھے ۔ اور حاجی عبدالقدیر صاحب کی اولاد بھی حافظ صاحب کی ہر بات پر لبیک کہتی تھی ۔

یو ۔ پی کی جماعتیں عام طور پر حافظ صاحب کی تربیت یافتہ تھیں ۔ چنانچہ حضرت فضل عمر نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ حافظ صاحب یو پی کی جماعتوں کے لئے ایک ستون ہیں ۔

حافظ صاحب کی تمام عمر ۱۸۹۲ء سے روز وفات تک جماعت کی خدمت میں بسر ہوئی ۔ بہت وسیع مطالعہ رکھنے والے بزرگ تھے ۔ شاہجہانپور میں ان کے مکان کے اندر ان کی ایک بڑی لائبریری تھی ۔ مخالفین کے لٹریچر اور ان کی ایک دوسرے کے خلاف کفر بازی سے حافظ صاحب پورے باخبر تھے ۔ اور وفات تک روز بروز اپنے علم میں اضافہ کرتے رہے ۔ جماعت کے خلاف یا موافق جو رسالہ یا اخبار کچھ لکھتا حافظ صاحب اس سے باخبر رہتے تھے ۔ اور اس پر تنقید و تبصرہ فرماتے ۔ سلسلہ کے لٹریچر کو ہمیشہ زیر مطالعہ رکھتے اور حوالہ جات سے آگاہ رہتے اور ان سے حوالے دریافت کئے جا سکتے تھے ۔

مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ ان کی چارپائی کے اردگرد چاروں طرف کتابیں، رسالے اخبار پڑے ہوتے ۔ نئے سے نیا اخبار ان کے پاس پہنچ جاتا ۔ ملاقاتی جو کثیر تعداد میں ہر روز آپ کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے ان سے بھی حافظ صاحب جماعت کے متعلق نئی سے نئی بات دریافت کرتے تاکہ کوئی بات ان کی نظر سے ڈھکی چھپی نہ رہے اور وہ اپنے وقت پر کام آئے

ہزاروں نظمیں لکھیں ۔ بعض طبع ہوئیں اور بعض غیر مطبوعہ رہیں لیکن انہیں اس بات کی کبھی خواہش نہیں ہوئی ۔ کہ ان کا دیوان شائع ہو ۔ خاکسار نے انہیں کئی مرتبہ توجہ بھی دلائی ۔ مگر ان کی طبیعت نام و نمود سے نہ صرف بے نیاز تھی بلکہ نفور تھی ۔

اب ان کے ایک عزیز مکرم سید محمد میاں صاحب ایم ۔ اے ساکن نواب شاہ حافظ صاحب کے کلام کو جمع کر رہے ہیں ۔ اور یہ مجموعہ اردو لٹریچر میں اور فنِ شعر میں اللہ نے چاہا تو ایک گرانقدر اضافہ ہوگا ۔

یاد رہے کہ جناب امیر کے جانشین جلیل مانک پوری ہوئے جو نظام دکن کے استاد تھے ۔ استاد جلیل کی وفات کے بعد ان کے جانشین ضمیر حسن صاحب دِل ہوئے ۔ حافظ صاحب کا شمار جناب امیر کے ان چوٹی کے شاگردوں میں ہے اور تینوں خواجہ تاشوں میں بڑی محبت اور دوستی تھی ۔ اور ایک دوسرے کے قدر دان تھے اور آپس میں مراسلت رکھتے تھے ۔ مقدمہ بیت شاہجہانپور بڑا محنت طلب تھا ۔ مقدمہ کے اختتام پر حافظ صاحب نے اپنے مکان پر ایک مختصر سا مشاعرہ ترتیب دیا ۔ بہت سے دوست شامل ہوئے اور ضمیر حسن صاحب دل بھی اس مشاعرے میں رونق افروز ہوئے

حافظ صاحب بہت بڑے ادیب اور شاعر تھے ۔ اور زبان اردو پر بے نظیر دسترس رکھتے تھے ۔ علاوہ ازیں سلسلے کی تاریخ ۔ روایات ۔ لٹریچر اور مخالفین کے لٹریچر پر بھی عبور رکھتے تھے ۔ اس لئے ہماری جماعت کے اکثر مصنف، مقالہ نگار اور مضمون نویس حافظ صاحب سے استفادہ کرتے تھے ۔ اور بہت سی تصانیف حافظ صاحب کی نظر ثانی کی رہین منت ہیں نظر ثانی کرنے میں حافظ صاحب بڑی احتیاط برتتے تھے ۔ جس میں مندرجہ ذیل باتیں مدنظر رکھتے تھے ۔

(ا) محاورے اور زبان کا درست استعمال عبارت سلیس اور رواں ہو ۔

(ب) سلسلے کی روایات اور تاریخ کا لحاظ رکھا جائے ۔

(ج) کوئی سخت یا دل آزار بات ہو تو اس کی ترمیم و اصلاح ضرور کرتے ۔

(د) اس بات کو بھی ملحوظ رکھتے کہ پڑھنے والے پر نفسیاتی لحاظ سے کتاب یا مضمون کا کیا اثر ہوگا ۔

آپ کی نظر سے گزری ہوئی تحریر ٹکسالی ہو جاتی ۔ ساری عمر اس قسم کی خدمت گوشہ نشینی میں بیماری اور بڑھاپے کے باوجود بطیب خاطر بجا لاتے اور کبھی اپنے اس کام کا اظہار کسی جگہ نہ کرتے ۔ بے نفسی، بے ریائی، بے نیازی اس شمشیر آبدار کے جوہر تھے ۔

آپ کی علم دوستی کی ایک اور مثال عرض کرتا ہوں ۔ ۱۹۴۶ء میں خاکسار کا میلانِ تحقیق ام الالسنہ کی طرف ہوا ۔ مجھے سنسکرت کی ایک ایسی لغت کی ضرورت تھی جس میں سنسکرت کے الفاظ رومن حروف تہجی میں لکھے ہوئے ہوں ۔ دور و نزدیک اندرون ملک اور بیرون ملک میں نے ایسی لغت کی تلاش کی ۔ مگر مجھے دستیاب نہ ہوئی اور میں اس کتاب کے حاصل کرنے کے لئے بڑا بیقرار تھا ۔ آٹھ سال اس تلاش میں گزر گئے ۔ اب قدرت خداوندی کا ایک کرشمہ دیکھئے

۹ مارچ ۱۹۵۴ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک مقدمے کی پیروی کے لئے لاہور گیا ۔ حافظ صاحب کی تاکید کے مطابق جب میں لاہور یا ربوہ جاتا تھا تو ان سے ملاقات کئے بغیر واپس نہیں ہوتا تھا ۔ ایک دو مرتبہ جلدی کی وجہ سے اگر مجھ سے کوتاہی ہوئی تو آئندہ ملاقات میں حافظ صاحب مجھے ضرور جتاتے کہ فلاں دن فلاں وقت آپ یہاں تھے ہم سے ملاقات نہیں کی ۔ ان کی اس محبت کی وجہ سے میرے لئے یہ فرض عین ہوتا تھا کہ خواہ چند منٹ کے لئے ہی ہو ۔ ان سے ضرور ملاقات کروں ۔ غرض لاہور میں مقدمے کی پیشی کے بعد جو دھامل بلڈنگ میں حافظ صاحب سے ملاقات کرنے کے لئے گیا ۔ میں سلام کہہ کر ابھی بیٹھا ہی تھا کہ حافظ صاحب نے فرمایا کہ ابھی ابھی آپ کے آنے سے دو منٹ پہلے ایک لڑکا ایک کتاب لایا تھا ۔ اور اسے ۶/- روپے میں فروخت کرنا چاہتا تھا کیونکہ ۵/- روپے میں اس نے خود خریدی ہے حافظ صاحب نے وہ کتاب میری طرف بڑھائی ۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کتاب جو میرے ہاتھ میں ہے وہ سنسکرت کی لغت ہے جس میں سنسکرت کے الفاظ رومن حروف تہجی میں لکھے ہوئے ہیں ۔ میکسمولر کے شاگرد میکڈانل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی نہایت مستند تصنیف ہے۔ مَیں نے کتاب کی قیمت اسی وقت پیش کر دی۔ فردوسی کو پاستان نامے کے ملنے سے جو خوشی ہوئی تھی میری خوشی اس کتاب کے ملنے پر اس سے کم نہ تھی ؎

چو آورد ایں نامہ نزدیکِ من
برافروخت ایں جانِ تاریکِ من

یہ واقعہ ہو بہو اسی طرح ہوا ہے اور مولانا روم کے اس شعر کی تفسیر یہ واقعہ ہے۔

کارسازِ ما بہ سازِ کارِ ما
فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

اس کے بعد گزشتہ سولہ سال میں خاکسار نے لغت مذکور کے سارے مادوں اور ان کے مشتقات کا سراغ عربی زبان تک پہنچایا۔ اور یہ ایک ضخیم جلد ہے۔ (سب تعریف اللہ کے لئے ہے) جب خدا کو منظور ہوگا۔ شائع ہو جائے گی۔ (اللہ نے چاہا تو)

مقدمہ بیت شاہجہانپور کے لئے ایک الگ مضمون درکار ہے۔ یہاں پر صرف یہ ذکر کرنا ہے کہ مدعا علیہم کا رویہ بڑا عجیب تھا۔ ہمارا گواہ اگر احمدی ہے۔ تو اس لئے اس پر یقین نہ کرو وہ احمدی ہے۔ اور اگر ہمارا کوئی گواہ غیر احمدی ہے تو اس کا بھی یقین نہ کرو کیونکہ وہ غیر احمدی ہے۔ یہ دو رنگی اور شتر گربگی مدعا علیہم ہمارے ہر گواہ کے متعلق بروئے کار لاتے تھے بقولِ شخصے ؎

چت بھی میری اور پٹ بھی میری

ایک معمر شخص اکا خان نامی جو احمدی نہیں تھا ہماری طرف سے گواہ پیش ہوا اور اس نے سچی شہادت دی کہ یہ بیت احمدیوں کی ہے اس پر جرح کی گئی۔

سوال:۔ بتاؤ، مرزا صاحب اپنے دعاوی میں سچے تھے یا نہیں؟

جواب:۔ اکا خان ”وکیل صاحب یہ سوال اتنا سہل نہیں ہے جتنا آپ سمجھتے ہیں۔ میں کتابیں پڑھوں، سوچوں اور غور کر دوں تو جواب دوں“

اس جواب سے مخالف ششدر رہ گیا

حافظ صاحب جب جلسہ سالانہ پر قادیان آتے تو میری درخواست پر واپس ہوتے ہوئے میرے پاس کپورتھلہ تشریف لے آتے۔ بڑی پر لطف رفاقت رہتی کیونکہ حافظ صاحب ادیب لبیب ہونے کے علاوہ بڑے زندہ دل اور شگفتہ مزاج دوست تھے۔ جب میرے پاس ٹھہرے ہوئے ہفتہ عشرہ گزر جاتا تو فرماتے ”بھائی اب ہمیں واپسی کی اجازت دیں۔“ میں کہتا ”حافظ صاحب یہ سوال اتنا سہل نہیں ہے جتنا آپ سمجھتے ہیں۔ سوچوں، غور کروں تو پھر بتاؤں۔“ اس اکا خانی جواب سے حافظ صاحب بے اختیار ہنس پڑتے اور خوب ہنستے اور فرماتے ”اچھا بھائی آپ غور کر لیں۔ سوچ لیں پھر بتائیں۔ میں ٹھہرے رہتا ہوں ؎

یاد ایامیکہ باہم آشنا بودیم ما
ہم خیال و ہم سفیر و ہم نوا بودیم ما
معنیٔ یک بیت بودیم از طریقِ اتحاد
چوں دو مصرعہ گرچہ در ظاہر جدا بودیم ما

مربیوں، سلسلے کے کارکن غرضیکہ جو شخص بھی سلسلے کا خدمت گزار ہو حافظ صاحب اس کی تعظیم اور قدر کرتے تھے۔ اور اس کے خلاف کوئی بات سننا گوارا نہ فرماتے اگر کسی میں کوئی کوتاہی ہو تو اسے نظر انداز فرماتے۔ تمام مربیوں کا نام نہایت عزت اور محبت سے لیتے اور ان کی کارکردگی کو اجاگر کرتے۔ حافظ صاحب کی سیرت کا یہ پہلو بہت سبق آموز ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خاندان کے ہر فرد کیلئے بڑا ہو یا بچہ۔ حافظ صاحب کے دل میں والہیت اور فداکاری کا جذبہ کارفرما تھا۔ جب احرار کی شورش ۱۹۳۵ء کے بعد زوروں پر تھی تو ایک شریر شخص نے فساد انگیزی کے لئے حضرت مرزا شریف احمد صاحب پر یکایک راستے میں حملہ کر دیا۔ یہ قادیان کی بات ہے۔ فساد ہوتے ہوتے رک گیا۔ اس واقعہ پر حضرت حافظ صاحب بڑے بے چین تھے۔ اور اپنے جذبات کو نظم میں ادا کیا۔ اس کا ایک شعر یہ ہے ؎

اے خون بہت کھول چکا بس اب ابل جا
اے جان تو کس دن کے لئے ہے یہ بتا دے

یہ شاہ بیت قال نہیں بلکہ حال ہے اور یہ وہ رجز ہے جہاں شاعر اپنا کلیجہ باہر نکال کر رکھ دیتا ہے اور جاں نثاری کے جذبات ابھر آتے ہیں۔

احرار کی شورش کے ایام میں ہی اس شورش کے متعلق سرِّ دلبراں در حدیثِ دیگراں کے طور پر نظموں کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ بہت دردناک نظمیں تھیں۔ مقطع میں سخن گسترانہ دعوت تھی ؎

مظہر و گوہر کہاں ہیں صادق و بسمل کہاں
آج پھر مختار ہے محوِ بیانِ اہلِ درد

اس دعوت پر نظموں کا ایک سلسلہ اسی قافیہ اور ردیف میں ”الفضل“ میں شائع ہوتا رہا جو حافظ صاحب کے طرح دینے پر ”الفضل“ میں منعقد ہوئی۔ استاذی المخدوم مولانا بسمل نے سینکڑوں شعر اس طرح میں سپردِ قلم فرمائے اور حق بات یہ ہے کہ بسمل صاحب کا ہر شعر مضمون کو ختم کر دینے والا اور نقطۂ عروج پر پہنچا ہوا تھا۔ اس وقت حضرت بسمل کی عمر ستّر سال کے قریب تھی۔ لیکن کلام میں ایسا زور و شور اور آب و تاب تھی کہ اس کی مثال ملنا محال ہے۔

حافظ صاحب بسمل صاحب کے اشعار سے بے حد متاثر تھے اور فرماتے کہ ہم نے بے شک اپنی نظموں میں بہت زور مارا ہے مگر ہم کیا کوئی اور بھی بسمل صاحب کے کلام کی بلندی تک نہیں پہنچ سکتا۔ ایک شعر خاص طور پر ذکر فرماتے کہ یہ مضمون بسمل کے سوا کسی اور کو نہیں سوجھ سکتا تھا ؎

طالباں را مے رساند جذب تا بام وصال
بوتراست از ہر دو عالم نرد بازانِ اہلِ درد

اسی قسم کے اور اشعار بسمل صاحب کے تھے جو فنِ شعر میں کمال کو ظاہر کرتے تھے۔

مخدومی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے حافظ صاحب کو بڑی محبت تھی اور جناب چوہدری صاحب بھی اس بات سے متاثر رہے اور جب آپ یورپ سے واپس آتے تو حافظ صاحب کی ملاقات کے لئے ضرور تشریف لے جاتے اور یہ معمول اور وضعداری ہمیشہ قائم رہی۔ حافظ صاحب ان ملاقاتوں سے مسرور اور ممنون ہوتے

چہ خوش است از دو یکدل سرِ حرف باز کردن

اوپر ذکر ہوا ہے کہ حافظ صاحب سلسلے کے خادموں کی بڑی قدردانی فرماتے تھے۔ مقدمہ بیت شاہجہانپور کے تعلق میں حافظ صاحب کی تحریک پر صدر انجمن احمدیہ نے روئیداد پاس کی اس کے ذکر کرنے میں گو خاکسار کو حجاب محسوس ہوتا ہے لیکن اس میں حافظ صاحب کی سیرت کا ایک پہلو مضمر ہے۔ اور یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اس لئے اسے یہاں درج کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

حجاب مانع قرب است و شرم حائل لطف
بہ نزد او رہِ اظہارِ آرزو بکشائے

بہرحال وہ قرارداد حسب ذیل ہے۔

نقل ریزولیوشن نمبر ۶۳ مجلس معتمدین و صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ رپورٹ ناظر اعلیٰ کہ مقدمہ بیت شاہجہانپور میں مولوی فضل دین صاحب وکیل نے تقریباً تین ماہ مسلسل محنت کی ہے اور اسی طرح محمد احمد صاحب پلیڈر نے ایک ماہ چند روز اور مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل نے بھی محنت کی ہے اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے مقدمہ میں خوب بحث کی ہے۔ سلسلہ کے وقار کو ان حضرات کی کوشش جانکاہ اور محنتِ عظیم سے بہت نفع پہنچا ہے۔ سید مختار احمد صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی فضل دین صاحب اور محمد احمد صاحب نے دن کو دن اور رات کو رات نہیں سمجھا۔ دن رات لگاتار محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی انہیں جزائے خیر دے سکتا ہے۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ مجلس ان چاروں احباب کی محنت کے اعتراف کا اور شکریہ کا ووٹ پاس کرے۔

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ واقعی مولوی فضل دین صاحب اور محمد احمد صاحب اور مولوی غلام احمد صاحب نے جس محنت اور جانفشانی سے اس مقدمہ کی پیروی میں کوشش کی ہے وہ خاص طور پر قابلِ شکریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور آئندہ سلسلہ کی بیش از بیش خدمات بجا لانے کی توفیق رفیق بخشے۔ ناظر اعلیٰ مجلس کی طرف سے ان ہر سہ احباب کا تحریری شکریہ ادا کریں۔ مولوی فضل دین صاحب خصوصیت کے ساتھ شکریہ کے حقدار ہیں۔ اسی طرح چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے جس طرح اپنا قیمتی وقت دے کر نہایت قابلیت کے ساتھ مقدمہ کی بحث کی ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ ان کی خدمت میں بھی شکریہ کا خط لکھا جائے اور حضرت (امام جماعت الثانی) کی خدمت میں ان چہار احباب کے لئے دعاؤں کی تحریک کی جائے۔

ذوالفقار علی خان قائم مقام ناظر اعلیٰ

(الفضل ۲۷۔ ۲۸ اگست ۱۹۷۰ء)

جناب اصغر علی صاحب انجینئر ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز بمبئی رسالہ ”ویو پوائنٹ“ (VIEW POINT) کی اشاعت مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۹۱ء صفحہ ۳۴ پر لکھتے ہیں (ترجمہ)

”ہمیں مسلمانوں کی سیاسی تاریخ کی بجائے ہندوستان کے بڑے بڑے صوفی بزرگوں یعنی بابا فریدؒ۔ چشتیؒ۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ وغیرہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ انہوں نے ہندوستانی کلچر کو اپنایا اور بغیر کسی مطالبہ کے اسلام میں لچک پیدا کی۔ ان میں سے بعض نے تو ”رام“ اور ”کرشن“ کو خدا تعالیٰ کے انبیاء میں شامل کیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہر قوم کی طرف انبیاء بھیجے ہیں۔ ان میں سے اکثر اگرچہ انہیں نبی تسلیم نہ کرتے تھے۔ پھر بھی دینی راہنما ہونے کے باعث اُن کی حد درجہ تعظیم کرتے تھے“

نیز آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ:۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کے زرتشتیوں کو اہلِ کتاب قرار دیا۔ حالانکہ قرآن میں یہ مذکور نہیں ہے۔ لہذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ بعض صوفی بزرگ جیسے ”جانِ جاناں“ ہندوؤں کو اہلِ کتاب سمجھتے تھے“

(ترجمہ از رسالہ ”VIEW POINT“ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۹۱ء صفحہ ۳۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

برکت ناصر ۔ کراچی

چاندنی، خوشبو، صبا
ابرِ کرم ہے اُن کی ذات

مہینوں سوچتی رہی کہ اپنے آقا کی محبتوں اور شفقتوں کا ذکر کچھ میں بھی کروں۔ لیکن کبھی مصروفیت اور کبھی بیماری آڑے آتی رہی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ احساس غالب رہا کہ لکھنے کا فن اہل قلم جانتے ہیں۔ میں تو اس میدان میں اناڑی ہوں۔ لیکن پھر اکثر محترم سیفی صاحب کے الفضل میں لکھنے کے ذوق کو ابھارنے کا انداز اور ایک مرتبہ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کا مضمون پڑھا تو احساس ہوا... کوشش کرنی چاہیئے ؎

مجھ سا گنہگار جہاں بھر میں ہوگا کون
پھر بھی مرے حبیب کو ہے یاد میرا نام

پچھلے جمعہ کی بات ہے امۃ النور سیکرٹری مال لجنہ کراچی لندن سے بیگم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کے کامیاب اپریشن کے بعد آئیں۔ اور فون پر جہاں اُن کی طبیعت کا پوچھا۔ بے ساختہ پہلا احوال اپنے آقا کا جاننا چاہا۔ حضور کی خیریت بتانے کے ساتھ ہی اُن کا یہ کہنا کہ حضور بھی میرا پوچھ رہے تھے۔ جہاں دل احساس تشکر سے بھر گیا وہاں یہ بھی تجسس اُبھرا کہ اس ناچیز کا ذکر کیسے؟ بتانے لگیں کہ لجنہ کراچی کا ذکر چلا تو جہاں آپا سلیمہ میر اور مسز وہاب کا حال پوچھا اُسی ضمن میں میری صحت کی کمزوری، بچوں کا ذکر پھر یہ کہ ہیں تو کمزور لیکن نظمیں اچھی پڑھتی ہیں۔ یہ اُن نظموں کا ذکر تھا جو جشن صد سالہ کے دوران میرے آقا نے لکھیں اور ضلع کراچی کے شعبہ کیسٹ کے تحت پڑھ کر جلسہ سالانہ لندن ۱۹۹۰ء کے موقع پر اس طرح پیش کرنے کا موقع ملا۔ کہ وہ بھی میری زندگی کے چند یادگار اور بہترین لمحے تھے جس کے لئے مسز وہاب کے لئے میرا دل شکر گذار ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزا دے۔

پچھلے سال میری عزیزہ نگران آپا امۃ الشافی سیال جو ۱۹۸۹ء کا جلسہ دیکھ کر پیارے آقا کی بہترین یادوں کو ساتھ لے کر آئیں کا اصرار تھا کہ امام وقت جہاں بھی ہوں وہاں جانے کی کوشش ضرور کرنی چاہیئے۔ عرض کی آپ دُعا کریں کہ میں بھی سات سمندر پار جا کر اپنے آقا کو دیکھ اور سن سکوں۔ وہ قبولیت کی گھڑیاں تھیں باوجود اس کے کہ بیماری مایوس کر دیتی۔ پیارے آقا و سیدنا کی خدمت میں تمام کیفیات لکھتی رہی اُن کی دُعاؤں اور دواؤں کے طفیل وہ روشن دن آ پہنچا جبکہ آپا شافی اور خاکسار اُس پہلے قافلہ کے ساتھ لندن جلسہ پر جانے کے لئے مائلِ پرواز تھے۔ ۲۳ جولائی کو اسلام آباد پہنچ کر بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ حقیقت ہے یا خواب، ۲۶ جولائی کو مسز وہاب کے ساتھ مل کر کراچی سے آنے والی کتابوں کی تلاش میں مصروف جونہی زنانہ جلسہ گاہ کے سامنے سے نکل کر حضور کی رہائش گاہ کے قریب سے گذرنے لگے تو اچانک وہ کہنے لگیں، آؤ کوشش کریں حضرت بیگم صاحبہ سے ملنے کی، ممکن ہے اِس طرح حضور سے بھی ملاقات ہو جائے۔ چِٹ پر نام لکھ کر ڈیوٹی دینے والے خادم کو دیا۔ جونہی اندر جانے کی اجازت ملی تو یہ خواہش دُعا بن گئی کہ کاش ابھی اِسی وقت آقا و سیدنا کا دیدار بھی ہو جائے۔ جونہی ڈرائینگ روم میں داخل ہونے لگے، سامنے کے کمرے کی میز پر حضور کی پگڑی دیکھتے ہی مسز وہاب نے سرگوشی کی کہ لگتا ہے حضور اندر ہی ہیں۔ چند لمحوں کے بعد حضرت سیدہ بیگم صاحبہ تشریف لے آئیں۔ میری یہ قریب سے پہلی ملاقات تھی۔ اپنا تعارف کروایا۔ دس پندرہ منٹ اُن سے اچھی گفتگو رہی۔ اتنے میں حضور باہر جانے کے لئے کمرے سے نکلے تو مسز وہاب کے بیٹے احسان کو دیکھ کر رُک کے پھر اچانک ڈرائینگ رُوم میں داخل ہوئے ہم دونوں نے تیزی سے قریب جا کر سلام کیا۔ جونہی عرض کی کہ حضور میں مسز ناصر ملک ہوں۔ تو فوراً اِس محبت اور شفقت سے فرمایا "اچھا تو یہ آپ ہیں، کیسی ہیں آپ، آواز ٹھیک ہوئی یا نہیں۔ خوش قسمتی سے کیسٹ میرے بیگ میں موجود تھی۔ خدمت میں پیش کی۔ بڑے صوفے کے ایک طرف تشریف فرما ہوئے تو دوسرے کنارے پر خاکسار بیٹھی۔ درمیان میں چھوٹے چھوٹے آلات پڑے تھے۔ جن کی طرف پہلے میں نے توجہ نہ دی تھی۔ بیٹی سے فرمایا یہ کیسٹ لگاؤ۔ تب میں نے توجہ دی کہ چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈ تھا۔ دو شعر سُنے پسند فرمائے اور ہمارا اور کراچی لجنہ کا حال پوچھا پھر فرمایا اب ملاقاتوں کا وقت ہو رہا ہے باقی ... پھر سُنوں گا۔ اب آپ بی بی سے باتیں کریں۔ بیگم صاحبہ سے باتوں کے دوران فرمانے لگیں کہ اِس سال حاضری زیادہ لگ رہی ہے۔ عرض کی کہ ہم جیسے بھی بہت سے ہیں جو صرف اور صرف حضور سے ملنے دیکھنے اور جلسہ سننے آئے ہیں۔ اور ایسی ہی ایک بزرگ خاتون کا ذکر کیا جو پاکستان شیخوپورہ کے کسی چک سے آئی تھیں اور ہمارے ساتھ والے بیڈ پر تھیں اور بہت دلچسپ واقعات سناتیں۔ اُن کا ایک واقعہ بیگم صاحبہ کو سنایا کہ جب حضور لندن تشریف لے گئے تو گاؤں کا مولوی اور لوگ کہیں کہ دیکھو تمہارا مرزا تمہیں چھوڑ کر بھاگ گیا تو میں اُن کو کہتی کہ "گُبّے" نوں کسے نے لت ماری تے اس دا کُب سدھا ہو گیا۔ ساڈا امام باہر گیا اے نے ساڈا کُب سدھا ہو گیا اے"۔ جس سے ہم محظوظ ہوئے تھے۔ اگلے دن کی پہلی تقریر میں پیارے آقا نے اُسی واقعہ کا جس طرح ذکر فرمایا سب لوگ محظوظ ہوئے۔ رات بیرکس میں آ کر اُس معمر خاتون کو بتایا کہ اماں جی یہ آپ کا سُنایا ہوا واقعہ ہے تو پھر اور بھی دلچسپ باتیں وہ سُناتی رہیں ... پھر ۳۰ جولائی کی اجتماعی ملاقات میں بھی میری آواز ہی میرا تعارف بن چکی تھی۔ ۱۰ اگست کو انفرادی ملاقات کے لئے وقت مِلا۔ تو واپسی کے احساس کے ساتھ پیارے آقا سے جدائی کا خیال بہت تکلیف دہ تھا۔ تب ایک چٹ پر کچھ یوں لکھ کر چھوڑ آئی ؎

جاگی ہے قسمت اپنی بھی
کہ اُڑ کر کوئے یار آئے
تیرے عنبر بار تصوّر سے
ہم سات سمندر پار آئے
تیرے پیار کے ایسے رنگ دیکھے
تیرے در پہ دل پھر ہار آئے
صد بار بھی گر دیکھوں آقا
نہ دل کو میرے قرار آئے

اور پھر اس کے جواب میں ۱۴ اگست کا اپنے مقدس ہاتھوں سے میرے آقا نے جو خط لکھا وہ میرے لئے اِس لئے خوشیوں سے سرشار کر دینے والا غیر متوقع خط تھا کہ اُن چند ناقابلِ فراموش دنوں میں جس طرح دن رات مصروفیت کا عالم تھا کہ روزانہ اسلام آباد بھی جانا۔ بیت الفضل لندن میں ملاقاتیں۔ جلسہ کے ایّام میں جلسہ کے طویل خطابات، شوریٰ میں مسلسل بیٹھنا نماز باجماعت پڑھانا، نہ جانے کونسا لمحہ آرام کا تھا.... اور وہ چاند چہرہ ہر وقت تازہ دم کھلے ہوئے گلاب کی مانند ...... دُنیا کا کونسا موضوع ہے جس پر سیر حاصل خطاب آپ نہ فرمائیں۔ حالیہ خلیج کے موضوع پر آپ کے خطبات کا ہمیں ہی نہیں غیر از جماعت ملنے والوں کو انتظار رہتا۔ بلکہ ایک معزز خاتون کا تبصرہ تو یہ تھا کہ ۷۰ سال کا علم بھی شاید ہماری تاریخ میں اتنا اضافہ نہ کرے۔ جتنی واضح تاریخ اور علم ہم آپ کے امام کے ایک گھنٹے کے خطبہ سے پا لیتے ہیں...... حمد کے موضوع پر آتے ہیں تو رُوح وجد میں آجاتی ہے۔ اصلاحِ معاشرہ کے لئے ہر صنف کو اس درد سے نصائح کہ کاش ہم میں سے ہر ایک اُس پر عمل کرنے لگے تو دُنیا جنّت کا نمونہ بن جائے ... روزانہ ہزاروں خطوط کے جواب اس طرح کہ ؎

سب کو لگتا ہے ہمیں سے پیار کرتے ہیں وہ خاص

واقعی "امامت" ایک ایسا انعام ہے جو خوش نصیبی سے ہمیں میسّر ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے پیارے آقا و سیّدنا کو صحت و توانائی سے بھرپور لمبی عمر عطا فرمائے اور ہم سب کو آپ کے حکموں پر عمل کر کے خدا تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا وارث بنائے۔ ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں پر درگذر فرماتے ہوئے جلد وہ دن لائے کہ ہمارے آقا پھر یہاں رونق افروز ہوں۔

آپ کا خط مِلا

مکرمہ منیرہ مرزا صاحبہ بنت مرزا خلیل احمد صاحب کراچی سے لکھتی ہیں:

الفضل کی قاری ہوں اور اسکے ہر صفحہ ہر مضمون اور ہر نظم بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔ خود بھی شعر کہتی ہوں مگر ابھی اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتی کہ الفضل جیسے اخبار میں اپنی نظمیں یا غزلیں بھیجوں۔ نثر لکھنے کا بھی شوق ہے۔ کالج کی ادبی سوسائٹی کی پریذیڈنٹ ہوں اور کالج میگزین کی ایڈیٹر بھی۔ عید کے فوراً بعد میرے امتحان ہونے والے ہیں۔ سیکنڈ ایئر پری میڈیکل کی طالبہ ہوں۔ ڈاکٹر بننے کا خود بھی شوق ہے اور والدین کی خواہش بھی۔ آغا خان میڈیکل یونیورسٹی کا داخلہ ٹسٹ بھی دیا ہے۔

آپ سے، قارئین الفضل، تمام بزرگوں سے دعا کی درخواست ہے کہ وہ نہ صرف میرے بلکہ تمام طلبہ کے علم میں اضافہ فرمائے۔ ہم سب کو اپنے والدین کیلئے سکھ اور چین کا موجب بنائے اور خادم دین بنائے۔ میرا بھائی I.C.M.A میں پہلے سمسٹر کا طالب علم ہے اور چھوٹی بہن نے حال ہی میں میٹرک کا امتحان دیا ہے اور

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سگریٹ نوشی

(امریکی منافقت)

گذشتہ دنوں محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق کا ترک سگریٹ نوشی پر ایک مضمون الفضل میں شائع ہوا تھا۔ جسمیں سگریٹ نوشی کے آغاز کے متعلق آپ نے تحریر کیا تھا کہ کسی دوست نے سگریٹ پیش کی (مفت) اور تقاضا کیا کہ پی کر تو دیکھو یہ پہلا تجربہ تو بہت ناکام ہوا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد پھر کسی دوست نے اس طرح سگریٹ پیش کی تو سگریٹ نوشی کا آغاز ہو گیا۔ گویا کہ سگریٹ نوشی کا آغاز مفت سگریٹ ملنے سے ہوا۔ جن لوگوں نے سگریٹ نوشی کا بھرپور تجزیہ کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی شخص پہلی سگریٹ بھی خرید کر پیئے۔ عام طور پر غریب بچے تو بڑوں کے سگریٹ کے ٹکڑے اٹھا کر پیتے ہیں اور اس سے عادت پڑ جاتی ہے اور جو نوجوان کھاتے پیتے گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کو دوست پہلی سگریٹ یونہی شوقیہ طور پر پیش کرتے ہیں (یعنی مفت) اور اس طرح آہستہ آہستہ سگریٹ نوشی کی عادت پڑ جاتی ہے۔

ایک لمبے عرصے کے تجربہ اور تحقیقات کے بعد اب مغربی ممالک نے یہ محسوس کرنا شروع کیا ہے کہ سگریٹ نوشی صحت جسمانی کیلئے مضر ہے۔ اسلئے وہ ایک مہم کے طور پر سگریٹ نوشی کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ بعض ممالک میں تو سگریٹ کے اشتہار شائع کرنا ممنوع ہے بعض ممالک میں اشتہار تو شائع ہو سکتے ہیں لیکن ان کے ساتھ یہ لکھنا شرط ہے کہ سگریٹ نوشی مضر صحت ہے۔ آسٹریلیا میں اشتہار بازی (یعنی سگریٹ نوشی کے متعلق) بالکل ممنوع ہے۔ اسلئے وہاں ایسا کوئی اشتہار نظر نہیں آئے گا۔ جو سگریٹ سے متعلق ہو۔ البتہ برطانیہ میں اشتہار تو چھپ سکتے ہیں لیکن ان کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ ہر میجسٹی کی حکومت کا کہنا ہے کہ سگریٹ نوشی مضر صحت ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جہاں مغرب اپنے لوگوں کو سگریٹ نوشی سے منع کرنے کی تدابیر سوچتا اور ان پر عمل کرتا ہے۔ وہاں وہی مغرب ایشیا اور افریقہ کو بھرپور انداز سے سگریٹ برآمد کرتا ہے۔ اور وہاں پر اشتہار بھی چھپتے ہیں۔ یہ اشتہار دیواروں پر بھی لگائے جاتے ہیں۔ اخباروں میں بھی چھپتے ہیں اور ٹیلی وژن پر بھی دکھائے جاتے ہیں۔ تیسری دنیا یعنی ایشیا اور افریقہ جہاں قانون سازی کا کام بہت آہستگی سے آگے بڑھتا ہے وہاں پر ایسی باتوں کے متعلق جلد قانون بھی نہیں بنتا اور اگر کہیں تھوڑا بہت قانون بن بھی جائے تو بڑی بڑی کمپنیوں کو اس قانون سے پلو بچانا آتا ہے۔

سری لنکا میں اشتہار تو نہیں چھپ سکتے ٹی وی پر سگریٹ نہیں دکھائے جا سکتے۔ لیکن سگریٹ تیار کرنیوالی کمپنیاں بہت بڑے بڑے میچ کرواتی ہیں جن میں وہ اپنا مقصد حاصل کر لیتی ہیں۔

تائیوان میں اخبارات میں اور براڈ کاسٹنگ میں بہت کم اشتہارات کی اجازت ہے۔ (یعنی سگریٹ نوشی پر) لیکن بیرونی کمپنیاں بعض مواقع پر مثلاً ڈسکو اور نائٹ کلب اور وڈیو گیمز کے سنٹروں میں نوجوانوں کو مفت سگریٹ پیش کرتی ہیں۔ اور اس مفت سگریٹ کے مزے سے پھر آہستہ آہستہ سگریٹ پینے کی عادت پڑ جاتی ہے۔

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (ڈبلیو ایچ او) کا خیال ہے کہ سگریٹ نوشی سے متعلقہ بیماریوں کی وجہ سے ہر سال ۲۵ لاکھ آدمی اپنی زندگی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ سائنسی تحقیقات سے یہ بات مزید آگے بڑھ رہی ہے کہ تمباکو نوشی نقصان دہ ہے۔ اس میں تین اہم چیزیں نکوٹین کاربن مونو آکسائڈ اور ٹار ایسی ہیں جو انسانی صحت کو برباد کرتی ہیں۔ نکوٹین تو خون کی رگوں میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور دماغ کو متاثر کرتی ہے۔ کہتے ہیں کہ سگریٹ پینے کے سات سیکنڈ کے اندر اندر وہ دماغ تک پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح دوسری چیزیں بھی نقصان دہ ہیں۔ تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔

مغرب میں چونکہ سگریٹ کی خریداری کم ہو رہی ہے۔ یہ کمپنیاں زیادہ سے زیادہ کوشش کر کے تیسری دنیا کے ملکوں میں سگریٹ برآمد کرتی ہیں۔ امریکہ میں سگریٹ نوشی کم ہونے کی وجہ سے صنعت کو ۲ فی صد نقصان ہوا ہے لیکن انہوں نے سگریٹ دوسری جگہوں پر بھیج کر اس سے زیادہ فائدہ حاصل کر لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ۱۹۸۸ء میں ۲۶۶ ارب ڈالر کے سگریٹ برآمد کئے گئے تھے۔ ۱۹۸۶ء میں تعداد اس سے نصف تھی اب یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایشیا اور افریقہ میں خواتین کو سگریٹ نوشی کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سے پہلے ان ممالک میں خواتین سگریٹ کے قریب بھی نہیں جاتی تھیں۔ حال ہی میں جاپان میں وزیراعظم کے حکم پر ایک سروے کیا گیا تو پتہ چلا کہ عورتیں اور جوانی میں داخل ہونے والے لوگ (یعنی نوجوان) اس عادت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ تائیوان میں ۱۶ سے ۲۰ سال کی عمر تک کے ۴۵ فی صد لوگ سگریٹ پیتے ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ امریکی کمپنیوں کو سگریٹ باہر بھیجنے کے لئے امریکی حکومت کی پشت پناہی بھی حاصل ہے اور وہ اس طرح کہ اگر کوئی ملک سگریٹ خریدنے سے انکار کر دے یا کم کر دے تو اسکے خلاف کسی نہ کسی رنگ میں اقتصادی پابندیاں عائد کر دی جاتی ہیں۔

ایک سابق امریکی سرجن ایورٹ کوپ EVERETT KOOP جو گذشتہ سال اپنی اس مہم سے کہ سگریٹ نوشی کم ہونی چاہیئے ۸ سال کے بعد ریٹائر ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب ہم دیگر ممالک کی حکومتوں سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ وہ کوکین کی برآمد کو کنٹرول کریں تو یہ کیسی منافقت کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ امریکہ انہیں تمباکو برآمد کر رہا ہے۔ اسی طرح امریکی کانگریس کے ایک رکن چسٹر اٹکن CHESTER ATKIN نے امریکی حکومت کی اس منافقت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امریکی لوگوں کے پھیپھڑوں کی نسبت ایشیائی لوگوں کے پھیپھڑوں کو جلد خرچ کیا جا سکتا ہے۔ یعنی ان کی تباہی کے سامان کئے جائیں تو کوئی بری بات نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جسطرح دین حق نے یہ کہا ہے کہ جس چیز کی زیادہ مقدار نقصان دہ ہے۔ اسے تھوڑی مقدار میں بھی استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ جب تک یہ اصول نہ اپنایا جائے اس وقت تک سگریٹ نوشی جیسی برائیاں ختم نہیں ہو سکتیں۔ آغاز ایک مفت سگریٹ سے ہوتا ہے اور پھر سگریٹ پی جاتی ہے اور مسلسل پی جاتی ہے اور جیسا کہ بشیر احمد صاحب رفیق نے کہا تھا۔ وہ طالب علمی کے زمانے میں بھی روزانہ ساٹھ سگریٹ پیتے تھے ساٹھ سگریٹ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ بات سمجھنے کی توفیق دے کہ ہر وہ چیز جسکی زیادہ مقدار نقصان دہ ہے اسکی تھوڑی مقدار سے بھی پرہیز کیا جائے۔ نہ عادت پڑے اور نہ انسان برائی میں پھنس کر رہ جائے۔

یاد رفتگان

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

امّاں پارس

۱۳ جولائی ۱۹۶۵ء کو میں فضل عمر ہسپتال ربوہ میں آئی تھی۔ اسی روز محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے ایک بڑی خوبصورت ہنس مکھ سی بزرگ خاتون سے میرا تعارف کراتے ہوئے فرمایا۔ آپ اکیلی نہیں ہیں یہ "اماں پارس" ہیں یہ آپکے ساتھ رہا کریں گی۔ اس دن سے وفات کے دن تک یعنی جون ۱۹۸۱ء تک محترمہ اماں پارس میرے پاس رہیں۔ اور اسطرح انہوں نے میاں صاحب کی کہی ہوئی بات پوری کر دکھائی۔ بزرگ ہونے کے باوجود افسروں کا انتہائی ادب ملحوظ خاطر رکھنے والی خاتون محترم میاں صاحب کا بیحد احترام کرتی تھیں انکی ناراضگی کو کسی صورت برداشت نہ کرتی تھیں۔ یہ خاتون مددگار کارکنہ عارف بیگم المعروف "اماں پارس" اپنی ذات میں دوسروں کے لیئے ایک مکمل ہمدرد ہستی تھیں۔ ہر شخص جس سے میل ملاقات کرتی تھیں یہ سمجھتا تھا کہ اسکی سب سے زیادہ ہمدرد ہیں۔ جیسی محفل میں جاتی تھیں اسے زعفران زار بنا دیتی تھیں جن لوگوں نے اسے شادی بیاہ کے گانوں کی محفلوں میں دیکھا ہے وہ سمجھتے ہونگے یہ خوش و خرم اور دوسروں کو ہنسانے والی عورت صرف خوشیوں کے جذبوں سے ہی بھرپور ہے۔ لیکن میں نے اسکے جھریوں بھرے چہرے کے پیچھے چھپے ہوئے دکھ اور محرومی اور تکلیف دہ ایام کے سائے بھی دیکھے ہیں اسے قریب سے۔ تب میں نے جانا کہ گوشت پوست کے ایک ننھے سے لوتھڑے میں جسے ہم ڈاکٹر دل کہتے ہیں طوفانوں کی یلغار سہہ جانے کی کتنی طاقت موجود ہوتی ہے۔

کہا کرتی تھیں آپا جی! ساڑھے بارہ یا پونے تیرہ بچوں کی ماں ہوں لیکن اب میرے پاس صرف ایک بچی ہے۔ سب اللہ نے لے لیئے پھر بھی اسکی رضا پر راضی ہوں۔ ہسپتال میں آنے والے سب مریضوں کی خدمت اپنا فرض سمجھتی تھیں۔ کسی کو حلوا پکا کر دے رہی ہیں کسی کو چائے کسی کو دودھ گرم کر کے دیا جا رہا ہے۔ کسی کو دہی لا کر دیا۔ کسی کو اپنے حصے کا سالن دیا۔ کسی کو کوئی پھل لا کر دیا۔ کسی کو وارڈ میں برف کی ضرورت پڑی تو بازار سے نہیں ملی تو میری منت کر لی میرے فرج سے نکال کر لے جا کر دے دی۔ اسی محنت مزدوری کی کمائی میں لکڑیاں لا کر رکھتیں اور بیس بیس سیر جلا کر لوگوں کو روٹیاں پکا کر دیتیں۔ یہاں تک کہ گرد و نواح کی دیہاتی عورتیں ہسپتال سے جاتے وقت ان سے مانگ کر دو چار لکڑیاں بھی ساتھ لے جاتیں۔ انسان تو انسان جانوروں کی تکلیف بھی محسوس کرتیں میں نے ایک بلی پالی ہوئی تھی۔ ایک بار میں لاہور گئی واپس آئی تو پتہ چلا اماں پارس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے رو رو کر آنکھیں سجائی ہوئی ہیں۔ میں جاتے وقت غلطی سے بلی کو کمرے میں بند کر گئی تھی وہ شور کرتی رہی اور اماں بند دروازے کے باہر بیٹھی اس بلی کو دروازے کی درزوں میں سے دودھ وغیرہ ڈال کر پلاتی رہی۔ مجھ سے سخت ناراض تھی کہ میں نے ایسی غلطی کیوں کی۔ پھر ایک بار اس بلی نے بچے دیئے دیکھا اماں پاس سر جھکائے اس سے باتیں کر رہی ہے۔ اور کچھ کھلا رہی ہے۔ سردیوں کا موسم تھا۔ دیکھا گرم گرم حلوہ پرچ میں ڈال کر بلی کے سامنے رکھا ہوا ہے۔ کہہ رہی ہیں کھاؤ! میرا دل چاہتا تھا۔ اب تمہارا دل بھی چاہتا ہوگا۔ تمہیں بھی ضرورت ہے کھاؤ۔ بارش کا موسم بہت پسند تھا۔ بہت خوش ہوتی تھیں اور کہتیں آپا جی آج برسات ہے پکوڑیاں تلیں۔ آج مستی روٹی پکائیں۔ آج گلگلے بنائیں۔ میں نے کہا گھر سامان نہیں ہے۔ کون لے کر آئے گا۔ کہنا میں لے آتی ہوں۔ اور پھر واقعی لے آنا اور اگر میں نے کبھی انکی کسی بات پر انکار کر دینا تو خود اپنے پاس سے پیسے لے کر سامان بنا اور گرما گرم پوریاں لے کر آجانا اور کہنا آپا جی اب آپ بستر میں لیٹے لیٹے ہی کھائیں کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں غریب پرور تھیں خود غریب ہونیکے باوجود لین دین رکھنے کی بادشاہ تھیں۔ شاہ دل۔ کسی نے پانچ روپے دیئے کہتیں پانچوں کے پانچ پڑوسن کی بیٹی کی شادی تھی۔ اسکو دے آئی ہوں دو دولہا کو دیئے دو دلہن کو۔ کسی وارڈ میں بچہ پیدا ہوتا اور زیادہ نہ سہی ایک روپیہ اسکے ہاتھ پر رکھ آتیں۔ اپنی بیٹی اور اسکے بچوں کا اتنا خیال کہ کسی نے مٹھائی چھوارے تحفہ دے دیا۔ ۱۵۔۱۵ دن صندوق میں سنبھال کر رکھ دیتیں کہ میری نواسی نواسے آئیں گے انکو دونگی۔ چاہے ان کے آنے تک وہ خراب ہی ہو جائیں۔ کپڑے لئے بھی سب اچھے سنبھال کر رکھ لینے کہ اپنی نواسی کی شادی پر دونگی۔ احمدیت اور ربوہ کی شیدائی تھیں۔ شورکوٹ اپنی بیٹی کے پاس نہ جاتی تھیں کہ اگر وہاں اللہ کے گھر سے بلاوا آگیا اور وہ مجھے ربوہ نہ لا سکی تو پھر۔ آخری بیماری میں بھی مجھ سے وعدہ لیا کہ میں شورکوٹ اپنی بیٹی کے پاس اس شرط پر جاتی ہوں کہ جب بھی میں بلاؤں فوراً آکر مجھے ربوہ لانا ہے۔ خدا نے توفیق دی میں نے اپنا وعدہ نبھایا۔ نماز کی پابند تھیں زیادہ عمر ہونیکی وجہ سے اب روزے نہ رکھتی تھیں تو روزانہ رمضان میں کسی غریب کو کھانا کھلاتی تھیں۔ سال میں ایک جوڑا ایک غریب مرد اور غریب عورت کو دیتی تھیں۔ اپنی چھوٹی بہن کا بہت خیال رکھتی تھیں اسکے لئے دعا کرتی رہتی تھیں کہ خدا نے اولاد جیسی نعمت سے محروم رکھا ہے اسے اولاد دے۔ اپنے بھائی کی اولاد کا بھی بچی سے زیادہ خیال رکھتی تھیں۔ باقاعدہ خیریت کی اطلاع کوئٹہ سے نہ آتی تو بے چین ہو جاتیں اور پھر خط لکھواتیں خاندان حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے) کے افراد کا بے حد احترام کرتیں اور سب سے پیار تھا۔ انکی ہر خوشی اور غمی کے موقعے پر باقاعدہ جانا اور مل کر آنا انکا شیوہ تھا۔ میرے بچوں سے اتنا پیار تھا کہ جب کبھی اپنی بیٹی کے گھر جا کر رہتی تھیں تو اداس ہو جاتی تھیں۔ خواب میں میرے بچوں سے باتیں کرتی رہتی تھیں۔ اور وہ انکو اجازت دے دیتی کہ آپ ربوہ چلی جائیں اداس ہو گئی ہیں۔ ایمانداری اور خدا خوفی کا یہ عالم تھا کہ اگر کبھی نمک کی ضرورت پڑی اور میں گھر میں نہ ہوئی اور لے گئیں تو میرے واپس آنے پر ایک منٹ کی تاخیر کے بغیر بتایا کہ آپا جی میں یہ آپکی اجازت کے بغیر لے گئی تھی جب ریٹائر ہوئیں تو پریشان ہو گئیں کہ اب کیا ہوگا۔ میرے پاس رہیں لیکن آخری دم تک چھوٹے موٹے کام کئے بغیر کھانا نہیں کھاتی تھیں۔ میری احسان مندی ظاہر کرتی تھیں حالانکہ میں انکی احسان مند ہوں۔ انہوں نے میری عدم موجودگی میں میرے بچوں کی تربیت کی۔ انکا خیال رکھا انکی خدمت کی۔ انہیں بے لوث پیار کیا۔ میرے بچے بھی آج تک انہیں یاد کر کے روتے ہیں اور ان کی قبر پر جا کر انکے درجات بلند ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ انہوں نے وصیت کافی عرصہ پہلے ادا کر دی ہوئی تھی۔ کاغذ سنبھال کر لطف الرحمٰن صاحب کی اہلیہ کے پاس رکھے ہوئے تھے۔ اور بہت سے جاننے والوں کو بتلایا ہوا تھا کہ میرے کاغذات وہاں ہیں۔ اپنے کفن کے لئے سامان خود لے کر رکھا ہوا تھا۔ کہ کسی پر بوجھ نہ بنوں۔ رمضان المبارک جمعۃ الوداع کو بارش والے دن وفات پائی۔ گرمیوں میں سردی کا سماں تھا۔ یہاں تک کہ سخت گرمیوں کے مہینوں میں بغیر برف جب کہ منوں برف کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک رات گیارہ بجے سے دوسرے دن مغرب تک جنازہ رکھا گیا۔ سیدنا حضرت امام جماعت (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرماتا رہے نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی دست بدعا ہوں کہ خدائے جلیل ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور جنت کی اعلیٰ جگہوں میں انہیں جگہ دے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

(مصباح نومبر ۱۹۸۳ء)

نونہالانِ جماعت

بچوں کا کالم

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ شروع ہی سے اللہ تعالیٰ کی رضا (مرضی) کے مطابق زندگی بسر کریں اور اچھے اچھے کام خود بھی کریں اور دوسروں کو بھی بتائیں کہ اچھے اچھے کام کر کے ہی ہم اچھی زندگی گذار سکتے ہیں۔

○ تقریر کی اگلی قسط

اسلامی ہدایت برائے جنگ

آپؐ لڑائی میں تاکید کرتے تھے کہ مسلمان کبھی پہلے خود حملہ نہ کرے ہمیشہ دفاعی طور پر لڑیں اور یہ کہ عورتوں کو نہ ماریں بوڑھوں اور معذوروں کو نہ ماریں، جو ہتھیار ڈال دیں ان کو نہ ماریں۔ درخت نہ کاٹیں۔ عمارتیں نہ گرائیں۔ قصبوں اور گاؤں کو نہ لوٹیں۔ اور اگر آپؐ کو معلوم ہوتا کہ کسی نے ایسی غلطی کی ہے تو اس پر سخت ناراض ہوتے۔

فتح مکہ اور عفو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اہل مکہ پر فتح دی تو مکہ کے لوگ کانپ رہے تھے کہ اب نا معلوم ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ مدینہ کے لوگ جنہوں نے خود ان تکلیفوں کو نہ دیکھا تھا جو آپؐ کو دی گئیں مگر دوسروں سے سنا تھا وہ آپؐ کی تکلیفوں کا خیال کر کے ان لوگوں کے خلاف جوش میں بھرے ہوئے تھے۔ مگر آپ جب مکہ میں داخل ہوئے سب لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ اے لوگو! آج میں ان سب قصوروں کو جو تم نے میرے حق میں کئے ہیں معاف کرتا ہوں تم کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

○ رمضان کا مہینہ تو گذر چکا ہے لیکن یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ حضور ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) نے اپنے خطبہ فرمودہ ۱۵ اپریل میں ساری جماعت کو تلقین فرمائی تھی کہ اس رمضان کو انسانیت، بنی نوع انسان اور اسلام کے دفاع کا رمضان بنا دیں۔ چونکہ دعا اس وقت تک جاری رکھی جاتی ہے جب تک مقصد حاصل نہ ہو جائے۔ اس لئے ہم یہ بات کہتے ہیں تو ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ چونکہ انسانیت، بنی نوع انسان اور اسلام کے دفاع کی ابھی ضرورت باقی ہے اس لئے رمضان کا مہینہ ختم ہو جانے کے بعد بھی یہ دعائیں جاری رکھی جائیں۔ آپ اس سلسلہ میں ضرور دعا کرتے ہیں۔

○ عزیزہ سارہ سیفی کراچی لکھتی ہیں کہ "میرا اور یاسر (بڑا بھائی) کا رزلٹ (نتیجہ) نکل چکا ہے۔ میں فرسٹ آئی ہوں اور یاسر سیکنڈ۔ ماریہ باجی کا بھی رزلٹ نکل چکا ہے۔"

○ عزیزہ فوزیہ طارق قاضی نے اپنی نانی اماں کی وفات کے متعلق ایک مضمون بھیجا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اپنا تعارف نہیں کروایا کہ آپ کونسی کلاس میں پڑھتی ہیں جس سے اندازہ ہو سکے کہ آپ تعلیم کے لحاظ سے کتنا اچھا لکھتی ہیں۔ چونکہ ہم صرف وہ مضمون شائع کرنا چاہتے ہیں جو خود لکھا گیا ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ اپنا تعارف کروائیں۔

○ عزیزہ بشریٰ نذیر چک 184-R-7 سے لکھتی ہیں کہ مسلمانوں کو تو آپس میں پیار و محبت کی تعلیم دی گئی تھی۔ پھر حیرت ہے کہ خلیج کی جنگ کیوں لڑی گئی مسلمانوں نے مسلمانوں کا خون بہایا اور ایک ملک کو تباہ و برباد کیا۔

○ عزیزہ بشریٰ دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو امن اور چین سے زندگی گذارنے کی توفیق دے۔

○ عزیزہ منصورہ حقانیت عبدالوہاب صاحب چاکے چیمہ نے "ذکرِ خدا پہ زور دے ظلمتِ دل مٹائے جا" کے عنوان سے مضمون تحریر کیا ہے اور دعا کی ہے کہ "قادر مطلق ہم ناچیزوں کو پیارے آقا کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں روحانی دلی امراض سے نجات دلائے"

○ ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ آپ حضرت امام جماعت احمدیہ کے کسی خطبہ کا خلاصہ نکال کر ہمیں بھیجا کریں۔ اس سے آپ کو خطبہ سمجھنے کا بھی موقع ملے گا اور آپ کی تحریر بھی بہتر سے بہتر ہوتی چلی جائے گی۔ ان خلاصوں کا شائع کرنا مقصد نہیں ہے۔ بلکہ آپ کو اس بات کا موقع دینا ہے کہ آپ خطبہ کو اچھی طرح پڑھیں۔ اسے سمجھیں اور اپنی تحریر کو بھی بہتر بنائیں۔

اچھا اب خدا حافظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

وہ رُخ ہے جو دنیا پرستی کا ہے اس لئے جس معاشرے میں نیتیں دنیا پرستی کی طرف مائل ہو جائیں وہیں سے خرابی کا آغاز شروع ہو جائے گا وہ بالآخر وہیں پہنچیں گے جہاں اس سے پہلے دنیا پرست لوگ پہنچتے رہے ہیں۔

پس اگر رُخ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی جانب رہے تو لازماً ہر قدم نیکی کی طرف اٹھے گا۔ بُرائیاں ہوتے ہوئے بھی اس سفر کے دوران بُرائیاں جھڑنی شروع ہو جائیں گی۔ نیکیوں سے عاری ہوتے ہوئے بھی ہر منزل پر آپ اپنے دامن کو پہلے سے زیادہ نیکیوں سے مزیّن اور مرصّع پائیں گے۔ پس رُخ کی طرف توجہ دینا بہت اہم کام ہے یعنی ایسے لوگوں کی نیتیں درست کرنا اور مشورے اور محبت کے ذریعہ اور راہنمائی کے ذریعہ ان کو سمجھانا، یہاں سے دراصل ہمارا جہاد شروع ہوتا ہے۔ انتظار کرتے رہنا کہ جرم حد سے بڑھے اور ایک بھیانک شکل اختیار کرے اس وقت تو انسدادی کارروائیاں ہو نہیں سکتیں۔ اگر تعزیری کارروائیاں شروع کی جائیں تو یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ اور نہ ہمارا یہ مسلک ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

عفو اور درگزر کرو اور کینہ ور اور منافق طبع مت بنو

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

قائم شدہ ۱۹۷۸ء

پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور سے منظور شدہ

فون ۵۹۲

کلاسیں صبح و شام ۔ داخلہ جاری ہے

سرکن اور اپھارہ

نیز دیگر امراضِ حیوانات مثلاً منہ کھر، زہرباد، سوزش پستان، فالج، ٹک، نتھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق)، کنار وواہ، چیچک وغیرہ کیلئے کیوریٹو ادویات مندرجہ ذیل سٹاکسٹ سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں۔

(ڈرنری ڈاکٹرز فری لٹریچر و سیمپلز براہ راست کمپنی سے طلب کریں)

- لاہور: ——— پاکستان میڈیکوز۔ لوئر مال
- کراچی: ——— شہزاد میڈیکل سٹور۔ بھینس کالونی روٹ نمبر 5 لانڈھی
- فیصل آباد: ——— میاں شادی میڈیسن۔ گول امین پور بازار
- راولپنڈی: ——— جرمن ہومیو لیبارٹریز۔ بوہڑ بازار
- ملتان: ——— زکریا میڈیکل سٹور۔ بیرون لوہاری گیٹ
- رحیم یار خان: ——— رحمٰن میڈیکل سٹور۔ کچی منڈی لیاقت پور رحیم یار خان

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ

لاہور ——— کراچی

ہیڈ آفس ——— ربوہ ——— فون: ——— ۱۷۱، ۶۰۶

ملکی خبریں

○ گوجرانوالہ جیل میں قیدیوں نے بغاوت کر دی بیرکیں توڑ دیں گودام اور فیکٹری کو نذر آتش کر دیا۔ ۲۲ سو کے لگ بھگ قیدی آزاد ہو کر فرار ہونے کے لئے جیل کے مین گیٹ پر جمع ہو گئے۔ دس گھنٹے تک قیدیوں نے جیل پر قبضہ کئے رکھا۔ قیدیوں کو وحشیانہ تشدد اور بد انتظامیوں کے خلاف شکایات تھیں۔

○ نو ۹، دینی اور سیاسی پارٹیوں نے حکومت کی طرف سے پیش کردہ سرکاری شریعت بل مسترد کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ ۱۹۹۰ء میں سینیٹ کا منظور کردہ شریعت بل پارلیمنٹ سے منظور کرایا جائے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ان کے خاوند پر تمام مقدمے ان پر دباؤ ڈالنے کے لئے بنائے گئے ہیں انہوں نے کہا کہ میں حکمرانوں سے کبھی رحم کی بھیک نہیں مانگوں گی۔

○ موجودہ مالی سال میں پنجاب کابینہ کے اخراجات کا بجٹ ساڑھے آٹھ کروڑ تھا جبکہ دس ماہ میں اخراجات ساڑھے پندرہ کروڑ روپے ہو چکے ہیں۔

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

نتیجہ کی منتظر ہے۔ ان دونوں کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ امتحان سے فارغ ہو کر الفضل میں مضمون بھیجوں گی۔ امید ہے کہ حوصلہ افزائی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

ہوالشافی

اولاد ——— ایک فطری خواہش

بے اولاد مرد و زن کیلئے **"خصوصی ہومیو جرمنی کورس"**

——— خدا کے فضل سے مؤثر علاج ———

اس کے علاوہ پرانی اور پیچیدہ امراض کیلئے پاکستانی، جرمنی، برطانیہ اور فرانس کی سیل بند ادویات مناسب اور رعائیتی نرخ پر حاصل کرنے کیلئے

عزیز ہومیوپیتھک سٹور

یونیورسٹی روڈ رحمان کالونی، ربوہ

فون: ۴۱۴

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر میں عوام کی تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے بھارت نے مزید فوج بھیج دی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں ایک اخبار کے ایڈیٹر کو نامعلوم افراد نے شہید کر دیا ہے۔ اس کے احتجاج میں مقبوضہ کشمیر میں سے شائع ہونے والے تمام اخبارات نے ہڑتال کر دی اور تمام وادی میں احتجاجی ہڑتال ہوئی۔ کشمیری طلباء کی ایک تنظیم نے کہا ہے کہ اس قتل کا بدلہ لیا جائے گا۔

○ عراق نے اقوام متحدہ سے درخواست کی ہے وہ شمالی عراق میں قائم کردہ پناہ گزینوں کے کیمپوں کا نظام سنبھال لے۔ کیوبا نے عراق کے اس مطالبے کی حمایت کی ہے۔ ان کیمپوں کا نظام امریکی فوجیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اقوام متحدہ کے ذرائع نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ عراق کے اس مطالبے پر غور کر رہی ہے۔

○ امریکہ نے مزید یہودیوں کو اسرائیل میں آباد کئے جانے کی مخالفت کی ہے فلسطینیوں نے ان کی آبادکاری کے خلاف مظاہرے کئے ہیں۔

○ شمالی عراق میں امریکہ جو کیمپ قائم کر رہا ہے اس میں آباد ہونے سے کرد پناہ گزین خوف محسوس کر رہے ہیں۔ ان کو خطرہ ہے کہ ان کیمپوں میں عراقی فوجی بھیس بدل کر آ جائیں گے۔ اس وجہ سے ایک کیمپ بند بھی کر دیا گیا ہے۔

○ متحدہ عرب امارات کے سربراہ زید بن سلطان النہیان سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض پہنچے ہیں وہ کویت بھی جائیں گے کویت کی آزادی کے بعد کویت جانے والے وہ پہلے عرب راہنما ہوں گے۔

پتہ

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اوّل کے مشہور شاگرد

حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

○ بے اولاد ○ نرینہ اولاد سے محروم
○ اٹھراء ○ بچوں کا سوکھا پن

گوجرانوالہ فون ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷ ، ۰۴۳۱ ، ربوہ فون ۹۰۶-۲۵۲۴-۰

لاہور ۔ قلعہ کالروالہ ۔ ملتان ۔ کراچی